محمد عارف پٹھان*

خواجہ میر دردؔ اور سچلؔ سرمست کے تلامذہ اور معاصر شعرائے دلّی اور سندھ

The Disciples and Contemporary Poets of Khwaja Meer Dard and Sachal Sarmast in Delhi and Sindh:

Abstract: *This research article titled "The Disciples and Contemporary Poets of Khwaja Meer Dard and Sachal Sarmast in Delhi and Sindh" examines the poetic response of these Sufi poets' students and contemporaries amid the political instability, social unrest, and religious intolerance of their times. Despite similar socio-political conditions in both regions, these poets promoted love, tolerance, and spiritual unity through their verses. In an era where sectarianism and hatred divided society, the disciples and contemporaries of Dard and Sachal emerged as voices of harmony. Their teachings played a key role in preserving communal coexistence and mutual respect across diverse religious and linguistic groups in the subcontinent.*

Keywords: *Khwaja Meer Dard, Sachal Sarmast, Muaasreen, Talamzah, Shuraay Delhi & Sindh.*

تلخیص: اور اس تحقیقی مقالے کا عنوان "خواجہ میر درد اور سچل سرمست کے شاگرد اور معاصر شعراء دہلی اور سندھ میں" ہے۔ یہ مقالہ اس دور کے سیاسی انتشار، سماجی بے چینی اور مذہبی عدم برداشت کے پس منظر میں ان صوفی شعراء کے شاگردوں اور ہم عصروں کے ادبی ردعمل کا جائزہ لیتا ہے۔ اگرچہ دہلی اور سندھ کے حالات تقریباً یکساں تھے، لیکن ان شعراء نے اپنی شاعری کے ذریعے محبت، رواداری اور روحانی یکجہتی کا پیغام دیا۔ اس دور میں جب فرقہ واریت اور نفرت نے معاشرے کو تقسیم کیا، درد اور سچل کے شاگرد اور معاصر شعراء ہم آہنگی کی آواز بن کر اُبھرے۔ ان کی تعلیمات نے برصغیر میں مختلف مذاہب، زبانوں اور قوموں کے درمیان باہمی احترام اور پرامن بقائے باہمی کے جذبے کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

کلیدی الفاظ: خواجہ میر درد، سچل سرمست، معاصرین، تلامذہ، شعرائے دہلی و سندھ۔

خواجہ میر دردؔ اور سچلؔ سرمست کے تلامذہ اور معاصر شعرائے دلّی اور سندھ نے بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے انہی کے طرح کے افکار اور پیغام کو اپنے کلام کے ذریعہ عام کیا ہے۔ ان شعراء کے منتخب اشعار میں ان کی ذہنی ہم آہنگی اور فکری مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس لیے یہاں پہلے دردؔ اور پھر سچلؔ کے تلامذہ اور معاصر شعرائے دلّی اور سندھ کی فکری مماثلتوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے:

خواجہ میر دردؔ: تلامذہ اور معاصر شعرائے دلّی کی فکری مماثلت:

قدرت اللہ شوق کی تصنیف "تذکرہ طبقات الشعراء" کے مطابق شعرائے دلّی میں 'خواجہ میر دردؔ کا شمار طبقہ سوم کے شعرائے

* ایسوسئیٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، جیکب آباد۔

متاخرین مرزا مظہر جانِ جاناں تا میر محمدی اثرؔ اکیاون شعراء میں کیا گیا ہے جن میں مرزا مظہر جانِ جاناں، سراج الدین آرزوؔ، اشرف فغاںؔ، انعام اللہ یقیںؔ، محمد علی حزیںؔ، میر عبدالحئی تاباںؔ، ہدایت اللہ ہدایتؔ، میر محمدی بیدارؔ، مرزا رفیع سوداؔ، خواجہ میر دردؔ، محمد قائمؔ چاندپوری، میر تقی میرؔ، سید محمد میر سوزؔ اور میر محمدی اثرؔ جیسے مشہور اور معروف شعراء شامل رہے ہیں'۔(۱)

جبکہ پیر حسام الدین راشدی نے "اردو کا مولد سندھ" میں اُردو شاعری کے تین ادوار میں 'خواجہ میر دردؔ کا شمار پہلے دور (۱۷۰۰ تا ۱۷۴۷ء) میں کیا ہے جن میں ولی دکنی، شاہ مبارک آرزوؔ، شاہ حاتمؔ، مرزا مظہرؔ جانِ جاناں اور خواجہ میر دردؔ جیسے نامور شعراء میں شامل ہیں'۔(۲)

خواجہ میر دردؔ اپنے ارادتمندوں کی رُشد و ہدایت کے باعث از حد مصروف رہتے تھے۔ "دیوانِ درد" مرتبہ و مقدمہ عبدالباری آسی لکھنوی کے مطابق 'خواجہ میر دردؔ گرچہ اوراد و وظائف اور اشغالِ زُہد و طاعت کی وجہ سے شعر و سخن کی طرف کم ہی توجہ دے پائے اور اِسی وجہ سے ان کا دیوان اُردو اور فارسی بھی نہایت مختصر ہے'۔(۳)

یہاں خواجہ میر دردؔ اور ان کے نامور تلامذہ اور معاصر (شعرائے دلّی) کے کلام کی فکری مماثلت کا جائزہ پیش کیا گیا ہے:

قائمؔ چاندپوری (متوفی ۱۲۱۰ھ)

'آپ کا اصل نام محمد قیام الدین اور آپ چاندپور ضلع بجنور کے رہائشی تھے۔ آپ کا ایک ضخیم دیوان بھی ہے۔ آپ کچھ عرصہ خواجہ میر دردؔ کے تلامذہ میں شامل رہنے کے بعد مرزا محمد رفیع سوداؔ سے اپنے کلام کے سلسلے میں بھی اصلاح لیتے رہے تھے:

؎ کیوں چھوڑتے ہو دُر د تہ جام مے کشو
ذرّہ ہے یہ بھی آخر اسی آفتاب کا

؎ تابہ فلک نالہ تو پہنچا تھا رات
میں بھی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا

؎ لے گیا خاک میں ہمراہ دل اپنا قائمؔ
شاید اس جنس کا یہاں کوئی خریدار نہ تھا'۔(۴)

ڈاکٹر محمد حسن نے اپنی کتاب "اردو ادب میں رومانوی تنقید" میں مجنوں گورکھپوری کی کتاب "تنقیدی حاشیے" کے صفحہ ۳۴ سے اقتباس لیا ہے:'میں نے قائم چاندپوری کو ہر شخص کی یادِ ماضی کا شاعر بتایا ہے

بے دماغی سے نہ اس تک دل رنجور گیا
مرتبہ عشق کا یاں حسن سے بھی دور گیا

یہ شعر وہی کہہ سکتا ہے جو عشق کی اس منزل پر پہنچ چکا ہو۔ یہ بے دماغی پختہ مغزی کی علامت ہے اور اس عالم کا تجربہ ان لوگوں کو ہو گا جن کے دل رنجور ہو چکے ہیں لیکن کسی کو اتنی تاب نہیں کہ اس کو ضبطِ تحریر میں لائے'۔(۵)

صوفی شعراء کا غم و حُزن سے لگاؤ ایک فطری عمل ہے۔ دردؔ کی شناخت مرثیہ گو شاعر کی نہیں تاہم، انھوں نے شہدائے کربلا کی عظیم قربانی کا برملا اظہار کیا ہے:

سال تاریخش مرا الہام شُد
وارثِ عَلم و امامینؑ و علیؑ
ترجمہ: سالِ تاریخ مجھے الہام ہوا
وارثِ علم اور امامینؑ اور علیؑ'۔(۶)

'اپنے نزدیک باغ میں تجھ بن
جو شجر ہے سو نخلِ ماتم ہے'۔(۷)

میر محمدی بیدارؔ (متوفی ۱۲۰۹/۱۰ھ بمطابق ۱۷۹۳ء)(۸)

'کس کس کا دل نہ شاد کیا تو نے اے فلک
اک میں ہی غمزدہ ہوں کہ ناشاد رہ گیا

کروں ہوں شاد دل اپنا ترے تصور سے
اگر یہ شُغل نہ ہوتا تو کیا کیا ہوتا'۔(۹)

'آئے جس کام کو تھے آہ وہ ہم سے نہ ہوا

آہ کس منہ سے ہم اب یاں سے ادھر جاتے ہیں

ے ہم کلام اس سے میں یک بار نہ ہونے پایا

تھا مرے جی میں سو اظہار نہ ہونے پایا'۔(۱۰)

دردؔ اور میر محمدی بیدؔار کے ان اشعار میں غم و حُزن، تصوّرِ محبوب، مقصدِ حیات اور اظہارِ عشق کے خوبصورت پیرایئے استعمال کیے گئے ہیں:

ے 'چین تو ہم کو نہ آیا اس بغیر
رات دن ہر چند اپنے دل کو بہلایا کیے '۔(۱۱)

ے 'جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی'۔(۱۲)

ہدایت اللہ ہدآیت (متوفی ۱۲۱۹ھ بمطابق ۰۵/۱۸۰۴ء)(۱۳)

'ہدایت اللہ خان، دردؔ کی طرح آپ کے کلام میں بھی تصوّف اور روحانیت بدرجہ اتم موجود ہے جو ان کی نظریاتی اساس رہی ہے:

ے شبِ ہجراں میں تیرے صبح کے ہوتے ہوتے
استخواں شمع صفت بہہ گئے روتے روتے
ے قیس ووں مر گیا فرہاد کی وہ شکل ہوئی
آہ اس کوہ و بیاباں میں کئی بار تھے ہم'۔(۱۴)

ہدآیت اور دردؔ نے شمع، دشت، کوہ، بیاباں، قیس اور فرہاد بطورِ استعارات، تشبیہات، تلمیحات اور تراکیبِ الفاظ کا بخوبی استعمال کیا ہے:

ے چوں شمع روتے روتے ہی گزری تمام عمر
تو بھی دردؔ داغِ جگر میں / کو نہ رو سکا'۔(۱۵)

ے 'مجنوں فرہاد و دردؔ و وامق
ایسے ہی دوچار ہم ہیں'۔(۱۶)

فراق (متوفی قبل از ۱۲۴۸ھ)(۱۷)

'آپ کا اصل نام حکیم ثناءاللہ خان ہے۔ محمد حسین آزاد نے انھیں دردؔ کے مشہور شاگردوں میں شمار کیا ہے:

؎ گو دردِ سر اے ناصح ہے گردشِ پیمانہ
پر ہم کو تو صندل ہے خاک درِ میخانہ'۔(۱۸)

؎ اسیروں کی قسم تجھ کو صبا سچ کہہ کہ گلشن میں
کوئی ان ہمنواؤں سے مجھے بھی یاد کرتا ہے'۔(۱۹)

دردؔ کے تلمذ حکیم ثناءاللہ خان فراقؔ کے اس شعر سے دردؔ کی فکری مماثلت ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح محبوب کی محبت، یاد اور درد کے سامنے "صندل" کی اہمیت وافادیت بے اثر ہو کر رہ گئی۔ حالانکہ دردِ سر میں "صندل" گھسنے سے راحت ملتی ہے:

؎ علاجِ دردِ سر صندل ہے لیکن
ہمیں گھسنا ہی اس دردِ سر ہے'۔(۲۰)

اسی طرح فراقؔ کے دوسرے شعر سے بھی دردؔ کی فکری مماثلت عیاں ہے کہ کس طرح محبت کا "اسیر" اپنی اس قیدِ حیات میں مگن رہتا ہے:

؎ 'صیّاد! اب رہائی سے کیا مجھ اسیر کو
پھر کس کو زندگی کی توقع بہار تک'۔(۲۱)

نثارؔ (سنِ وفات ندارد)

'آپ کا اصل نام محمد پناہ خاں ہے۔ یہ بھی خواجہ میر دردؔ کے نو مشق تلامذہ میں شمار کیے جاتے رہے ہیں:

؎ آنکھوں سے لختِ دل کو آنسو نکال دے ہے
مردے کو جس طرح سے پانی اچھال دے ہے'۔(۲۲)

دردؔ کے اس شعر میں ان کے تلمذ محمد پناہ خاں نثارؔ نے بھی "لختِ دل / جگر" کا کیا خوب استعارہ استعمال کیا ہے:

ے 'لختِ جگرسب آنسوؤں کے ساتھ بہہ گئے
کچھ پارہائے دل ہیں کہ پلکوں میں رہ گئے'۔(۲۳)

طپشؔ(متوفی ۱۸۱۳ء)(۲۴)

'آپ کا اصل نام مرزا محمد اسماعیل اور مرزا جان عرفیت ہے۔ آپ دلّی کے باسی تھے:

ے 'ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتوں کی چوری
دیکھ کر ہم کو جو آنکھ چرا جاتے ہیں

ے کسی کی طرف سے آج طپشؔ تجھ کو پاس ہے
سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیوں اداس ہے'۔(۲۵)

خواجہ میر دردؔ کے تلمذ مرزا محمد اسماعیل عرف مرزا جان طپشؔ کے ان اشعار میں بھی دردؔ کی فکری مماثلت پائی جاتی ہے:

ے 'میں نہیں کہتا، کہیں تم اورمت جایاکرو
بندہ پرور! اس طرف کو بھی کبھی آیاکرو'۔(۲۶)

ے 'نہ وہ نالوں کی شورش ہے، نہ آہوں کی ہے دھونی
ہوا کیا دردؔ کو پیارے! گلی کیوں آج ہے سونی '۔(۲۷)

جہاں خواجہ میر دردؔ کی تلامذگی سے دیگر شعراء فیضیاب ہوئے وہاں ان کے بھائی خواجہ سیّد محمدی میر اثرؔ اور بیٹے خواجہ صاحب میر المؔ بھلا کسی سے کیونکر پیچھے رہتے۔ ان کا شمار بھی دردؔ کے تلامذہ ہی میں کیا جاتا ہے:

اثرؔ (متوفی ۱۸۳۴ء)(۲۸)

'آپ کا اصل نام خواجہ سیّد محمدی میر اثرؔ اور آپ دردؔ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ایک دیوان اور مثنوی "خواب وخیال" کے نام سے مشہور ہے:

ے بے گناہوں سے دل صاف کرو
نہیں تقصیر پر معاف کرو'۔(۲۹)

ڈاکٹر محمد حسن نے اپنی کتاب "اُردُو ادب میں رومانوی تحریک" میں مجنوں گورکھپوری کی کتاب "تنقیدی حاشیے" سے اقتباس نقل کرتے ہوئے خواجہ سیّد محمدی میر اثرؔ کی مثنوی "خواب وخیال" کے بارے میں لکھاہے: "خواب وخیال" قطعاًاثرؔ کی اپنی سرگزشت معلوم ہوتی ہے"۔(۳۰)

المؔ(متوفی ۱۱۹۹ھ/۱۲۰۹ھ)(۳۱)

'آپ کا اصل نام خواجہ ضیاءُالناصر المؔ اورآپ خواجہ میر دردؔ کے فرزندارجمند تھے۔ گو کہ تذکروں میں ان کا ذکر نہیں کہ وہ دردؔ کے تلامذہ رہے یا نہیں۔ تاہم، قرینِ قیاس ہے کہ وہ اپنے والدِ بزرگوار جیسے کامل اللفن کو چھوڑ کر کس کی تلمذی اختیار کرسکتے ہیں:

؎ اب تواس بت کو ہم نے رام کیا
بس خدا تجھ کو ہی سلام کیا'۔(۳۲)

چنانچہ مذکورہ دونوں شعراء کے اشعار سے دردؔ کے درج ذیل اشعار میں ایک حدتک فکری مماثلت پائی جاتی ہے:

؎عہدِشکن ہو،خواہ وہ دل شکنی کیاکرے
اس کی طرف سےہوسوہو،آپ نباہ کیجیے'۔(۳۳)

؎'جس پہ تقصیر واریوں سمجھو
ابھی ایساتوکچھ نہیں ہے گناہ'۔(۳۴)

؎ 'بت پرستی اب نہ بت شکنی
کہ ہمیں تو خدا سے آن بنی'۔(۳۵)

تلامذہءِدردؔ کے علاوہ دیگر معاصر شعرائے دلّی کی بھی کثیر تعداد ہے۔ تاہم ان کے نمایاں معاصر شعرائے دلّی کے کلام کا انتخاب کیا گیاہے:

سوؔدا(متوفی ۱۷۸۱ء)(۳۶)

'آپ کا اصل نام مرزا محمد رفیع سوؔدا جو دہلی کے رہنے والے تھے۔ چونکہ ان کے والد سوداگر تھے لہٰذا انھوں نے سوؔدا تخلص اختیار کیا'۔(۳۷)

ے 'ہم سا تجھے ہے ایک، ہمیں تجھ سے ہیں کئی
جا دیکھ لے تو آپ کو آئینہ خانہ میں
ے دیکھا جو حرم کو تو نہیں دیر کی وسعت
اس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش
ے جزو کل میں فرق جتنا ہے فقط ہے اعتقاد ورنہ
جس خرمن کو دیکھا فی الحقیقت دانا تھا'۔(۳۸)

مرزا محمد رفیع سوداؔ کی فکری مماثلت کا اندازہ دردؔ کے ان اشعار سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

ے 'آتی ہے دل میں اور ہی صورت نظر مجھے
شاید یہ آئینہ بھی کسی کے حضور ہے'۔(۳۹)

ے 'ہووے کب، وحدت میں کثرت سے خلل
جسم و جاں گو دو ہیں، پر ہم ایک ہیں'۔(۴۰)

میرؔ (متوفی ۱۸۱۰ء)

'آپ کا اصل نام میر تقی میرؔ جو اکثر استغراق و کیف و مجذوبی حالت میں رہتے تھے۔ آپ نے ذاتی واردات سے کائناتی تجربے اور کربِ انسانی کو تخلیق کی صورت بخشی ہے:

ے ماسوا کے کیا جو میرؔ کہے
آگاہ سارے اس سے ہیں آگاہ
ے جلوے ہیں اس کے شانیں ہیں اس کی
کیا روز کیا خور کیا رات کیا ماہ
ے ظاہر کہ باطن اول کہ آخر
اللہ اللہ اللہ'۔(۴۱)

میر تقی میرؔ کی فکری مماثلت کا اندازہ دردؔ کے ان اشعار سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

ے ' اے درؔد شب قدر ہے ہر زُلف سیاہ۔ کر دل سے راہ
ہر خط میں لکھی ہوئی ہیں آیاتِ الٰہ۔ کر ٹک تو نگاہ
جوں آئینہ حیراں ہوں میں سر تا پا۔ ہے عشق گواہ
آتا ہے نظر حسن میں جلوہ کیا کیا۔ اللہ اللہ'۔(۴۲)

میرؔ اور سوؔدا کے اشعار میں دردؔ کی فکر سے متعلق مسائلِ تصوّف پر مبنی اصطلاحات مثلاً معرفت، وحدت، کثرت، جزو، کُل، نور، بصیرت، چشم، نظر، ظہور، جلوہ، دل، حسن و عشق، جسم و جاں اور پردہءِ تعینات جیسی تراکیبِ الفاظ کا نہایت ہی دل نشیں اور خوب صورت استعمال کیا گیا ہے:

میر محمد سوزؔ (متوفی ۱۷۹۸ء)

'میر سوزؔ قطب عالم گجراتی کی نسل سے تھے اور دہلوی الاصل تھے۔ ماسوائے شیفتہؔ اور قطب الدین کے جو انھیں لکھنوی لکھتے ہیں:

ے قیس یا فرہاد یا سوؔدا ہے یا ہے درؔد سوزؔ
ایک ہیں آپس میں ان میں کون سا بیگانہ ہے
ے 'اے اہلِ بزم تم کو وصیّت ہے بعد مرگ
چندے یہ سوزؔ درؔد کے ہاں مہماں رہے
ے میں یہ کہتا تھا کہ ہیں دل کے رفیق اب دردؔ و سوزؔ
کیا توقع تھی کہ کونے میں بٹھا کر جائیں گے
ے تم تو چلے گئے پر، یہ سوزؔ ہے اکیلا
اے میر دردؔ صاحب تھے یادگار ہم تم'۔(۴۳)

میر سوزؔ کے ان اشعار سے خواجہ میر دردؔ کے درجِ ذیل اشعار کی بڑی حد تک فکری مماثلت پائی جاتی ہے:

ے 'مجنوں ہو، خواہ کوہ کن ہو
عاشق کے دوست دار ہیں ہم

؎ 'مجنوں فرہاد و دردؔ و وامق
ایسے ہی دوچار ہم ہیں'۔(۴۴)

؎ ' باور نہیں ابھی تجھے غافل ، پہ عن قریب
معلوم ہووے گا کہ یہ عالم افسانہ تھا'۔(۴۵)

مظہرؔ (متوفی ۱۱۹۵ھ بمطابق ۱۷۸۱ء)

'آپ کا اصل نام مرزا جانِ جاناں مظہرؔ تھا۔ مرزا مظہرؔ حدیث و تصوّف پر گہری نظر رکھتے تھے:

؎ لوگ کہتے ہیں ہوا مظہر بے کس
افسوس جواں مارا گیا خوباں کے بدلے میرزا مظہر
؎ کیا ہوا اس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
بھلا تھا یا بُرا تھا زور کچھ تھا خوب کام آیا'۔(۴۶)

مرزا مظہر جانِ جاناں کی فکری مماثلت کا اندازہ دردؔ کے ان اشعار سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

؎' باور نہیں ابھی تجھے غافل ، پہ عن قریب
معلوم ہووے گا کہ یہ عالم افسانہ تھا'۔(۴۷)

؎ ہے کوتہی اجل کی طرف سے ہی، ورنہ میں
اک عمر سے اسیر ہوں زُلفِ دراز کا'۔(۴۸)

قدرتؔ (متوفی ۱۲۰۵ھ بمطابق ۱۷۹۰/۹۱ء)

'آپ کا اصل نام شیخ قدرت اللہ، مگر شاہ قدرت کے نام سے مشہور ہوئے:

؎ آئینہ خانہ سے ہستی کا یہ مرات ظہور
جس جگہ سجدہ کیا میں آپ موجود تھا
؎ عشق نے جوں ہی کیا دل میں تصوّر حُسن کا

اِک جہاں صورت گری کا کارخانہ ہوگیا
صفائی عشق میں اتنی تو پیدا کیجیے قدرت
نظر گردشت پر کیجیے پری رُخسار بن بیٹھے'۔(۴۹)

شیخ قدرت اللہ قدرت کے ان اشعار کی فکری مماثلت کا اندازہ درؔد کے ان اشعار سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

'شخص وعکس اس آئینے میں جلوہ فرما ہوگئے
اس نے دیکھا اپنے تئیں، ہم آ میں پیدا ہوگئے'۔(۵۰)

'غافل تو کدھر بہکے ہے، ٹک دل کی خبر لے
شیشہ جو بغل میں ہے، اسی میں تو پری ہے'۔(۵۱)

اب یہاں سچلؔ سرمست کے تلامذہ اور معاصرین کے کلام کی روشنی میں ان کی فکری مماثلتوں کا بھی قدرِ اختصار سے جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

سچلؔ سرمست: تلامذہ اور دیگر معاصرین صوفی شعرائے سندھ کی فکری مماثلت

کلامِ موزوں میں عروض کی پابندی کا باقاعدہ آغاز کرنے والے سندھ کے اوّلین شعراء میں عظیم المرتبت 'سچلؔ سرمست اور سیّد ثابت علی شاہ ثابت سرِ فہرست رہے ہیں'۔(۵۲)

سندھی اور اُردو ادب کی تاریخی کُتب کے مطالعہ اور تحقیق سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

'اس ارتقائی دور میں "وائی" کی جگہ "کافی" اور کچھ نہ کچھ غزل کا رواج پڑ چکا تھا۔ اس زمانے میں سندھ میں گھر گھر نہ صحیح مگر چھوٹے بڑے دیہات یا شہر میں کوئی نہ کوئی شاعر ضرور تھا اور ان سب کی مفصّل فہرست کا ملنا آسان کام نہ تھا'۔(۵۳)

ڈاکٹر مخمور بخاری نے اپنے پی۔ایچ۔ڈی کے تحقیقی مقالہ "سچلؔ سرمست ائیں ان جا ہمعصر شاعر" میں سچلؔ کے چند مخصوص تلامذہ، عقید تمندوں 'آخوند باغ علی، پیرو شاہ، شیر خان بھنبھرو، حافظ عبداللہ درازی، آخوند عبدالھادی درازی، حاجی عثمان فقیر چاکی، فقیر غلام محمد گدؔا قادری، آخوند گل محمد فاروقی، گہرام فقیر جتوئی، فقیر محمد صُلاح، محمد صالح فاروقی، محمد صالح قادری، محمد حیات خاتم، محمد نشان فاروقی، یعقوب فقیر، نانک یوسف، غلام حیدر شر، قادر بخش بیدلؔ، میر علی مراد خان تالپور اور ایک دوست فقیر عبداللہ کاٹیار شامل ہیں'۔(۵۴)

ان میں اکثر راہ نما کے حوالہ دیے گئے ہیں اور اصل مآخذات کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، جبکہ عثمان علی انصاری نے 'یوسف فقیر، صدیق فقیر، شاہو فقیر، غلام علی فقیر، خلیفہ کرم اللہ، خلیفہ گل محمد، آخوند عزیز اللہ اور دلپت کے نام لکھے ہیں'۔(۵۵) تاہم یہاں سچلؔ کے نامور تلامذہ اور معاصرین شعراء کی فکری مماثلتوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

سید ثابت علی شاہ ثابتؔ (متوفی ۱۸۱۰ء)

'آپ کے کلام کی سچلؔ کے کلام سے فکری مماثلت کی بنا پر یہاں ان کے کلام سے ایک منقبت مسدّس کا انتخاب پیش کیا جارہا ہے:

ثابتؔ علی اے شاہ تیرے در کا گدا ہے
زوار تیرا تجھ پر دل و جان سے فدا ہے
حسنین کا صدقہ میری ہر دم یہ صدا ہے
کر مہر میں مقبول جو مجھ دل کی دعا ہے
ابنِ علی اللہ کے ولی میری مدد کر
یا حضرت عباس علی میری مدد کر '۔(۵۶)

سیّد ثابت علی شاہ ثابتؔ کے مذکورہ بالا اشعار سے سچلؔ کے ان اشعار سے ان کی فکری مماثلت پائی جاتی ہے:

پنجتن پاک حمایت میڈی حسن حسین امام
بخش کریندا عشاقاں تے جنت جامقام
(ترجمہ: میرے حامی پنجتن پاک اور حسن حسین امام
کرم کرے عشاق پہ ان کو دے جنت میں مقام)'۔(۵۷)

سچلؔ سرمست کے معاصرین میں جتوئی بلوچوں کی شاخ زنگیجہ کے روحلؔ فقیر، مرادؔ فقیر، شاہوؔ فقیر اور غلامؔ علی فقیر بھی شامل رہے ہیں:

روحلؔ فقیر (متوفی ۱۷۸۰ء/۱۸۰۴ء)(۵۸)

'روحل خان جتوئی، بلوچوں کی شاخ زنگیجہ اور پدما بھٹ کے علاقہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ سرائیکی، فارسی، عربی، سندھی ہندی اور اُردو زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنے کلام میں سچل کے صوفیانہ خیالات کی طرح ہمہ اوست اور خودی کا فلسفہ پیش کیا'۔(۵۹)

'کفرائیں اسلام میں تھا اُبتا بھرن پیر ہِک ہندو، بیا مسلمان، ٹیوں وچ وِدھاؤں ویر اندھن اوندھ نہ لہی، تن کھے سچ چوے کیر روحل راہ پریں جی، گھمی ڈٹھو سیں گھیر تہ ربّ مڑئی جو ہیکڑو جنھن فرق نہ پھیر سا کاڈی کرے پیر، جا ستے کعبۃ اللہ میں	كفرءِ اسلام ۾ تاابتا پرن پير، هڪ هندو،بيامسلمان،ٽيون وچ وڏائون وير، انڌن اونڌ نہ لهي،تن کي سچ چوي ڪير، روحل راهہ پرين جي،گهمي ڏٺوسين گهير، تہ رب مڙئي جو هيڪڙو،جنهن فرق نہ ڦير، سا ڪاڏي ڪري پير،جاستي ڪعبتہ الله مين ترجمہ: کفر و اسلام کی اُلٹی راہ پہ یہ چلیں ایک ہندو۔، دوجے مسلمان، تیسرا اُن میں ڈالا بیر اندھے نہ سمجھ پائے اندھیرے کو، ان سے سچ کہے کون روحل راہ محبوب کی، گھوم پھر کے دیکھ لی کہ ربّ تو سب کا ایک، جس میں کوئی نہ ہوئے پھیر پھار تو کس طرف کو کریں پاؤں، جو سوئے کعبہ میں'۔(۶۰)

نظریہءِ وحدت و کثرت پر مبنی روحل فقیر کے مندرجہ بالا اشعار سے سچل کے یہ اشعار فکری ہم آہنگی رکھتے ہیں:

'"سچو" سارو سچ تھیو منجھاں کثرت کل الف موں آدم تھیو، کرے ہنگاموھُل ہندو مومن سو تھیو، بھول نہ پئی کنھن بھُل "خَلَقُ الاَشیاَءُ فَھُوَعَینُھَا" اھو آں عُمل تھج گلابی گل، مُرماری منصور جان	سچو ساروسچ ٿيو،منجهان ڪثرت ڪل، الف موءن آدم ٿيوڪري هنگاموهل، هندومومن سوٿيوپول نہ پي ڪنهن پل، خلق الاشياءفهوعينها،اهو آڻ عمل ٿج گلابي گل مرماريءِ منصورجان (ترجمہ: سچو سارا سچ ہے کل کثرت کا رنگ الف آدم ساز ہے، ہنگامے رنگ برنگ ہندو مومن بھول نہ، سبھی ہیں اس کے رنگ آپ بنائے اور دیکھے، سیکھ اسی کے ڈھنگ بن جا پھول گلاب کا منصوری تیرا رنگ)'۔(۶۱)

ہر دو شعراء نے تنگ نظری کے برعکس وسیع القلبی کا مظاہرہ کیا اور تمام انسانوں کو ایک آدم کی اولاد مانا ہے۔

مرآد فقیر (متوفی ۱۷۹۶ء)

یہ بھی زنگیجہ بلوچ اور روحل فقیر کے رشتہ دار تھے اور وحدت الوجود وہمہ اوست مسلک کے پیرو اور داعی رہے ہیں:

؎ 'تن پریں، من پریں، چِت پریں، دل یار اندر باہر سپریں، وٹ نہ آھے وار آھیں منجھ مرآد چوے، بیو کون قرین دھار جاڈے کریاں نھار، تاڈے سجنڑ پساں سامھوں	تن پرين من پرين چِت پرين، دل يار، اندر باهر سپرين وٽ نہ آهي وار، آهين منجهہ مراد چوي، ٻيو ڪو قريبن ڏار، جاڏي ڪريان نهار، تاڏي سڄڻ پسان سامهون. تن میں محبوب، من میں محبوب، چت میں محبوب، دل میں محبوب اندر باہر محبوب ہی محبوب ہے، بال برابر بھی جا نہیں مارے من مرآد کہے جو وحدت پہ نظر ڈالے تو جدھر دیکھو، اُدھر نظر آئے محبوب)'۔(۶۲)

سچل سرمست کے ان اشعار میں بھی دونوں شعراء نے فلسفۂ عشق اور محبوب سے والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے:

؎ اُلٹ بازیگر ویکھو عشق دیاں اُلٹیاں بازیاں
برہ دیاں باتیاں سنوسیاں تن من اندر تازیاں
(ترجمہ: الٹ بازیگر دیکھو عشق کی الٹی بازی
کتھا برہا کی سن سن کر تن من میں لہر ہے تازی'۔(۶۳)

دونوں شعراء کے ہاں فلسفۂ وحدت الوجود کا بھرپور اظہار کیا گیا ہے، جس میں انھوں نے اللہ کی ذات کو ہر جا موجود کہا ہے۔

شاہن عرف شاہو زنگیجہ فقیر (متوفی ۱۸۱۴ء)

'یہ بھی زنگیجہ بلوچ اور روحل فقیر کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ان کے کلام سے رباعی کے یہ اشعار درج ذیل ہیں:

ستگر پری پرس ہے سدا بے پرواہ
روحل ! راجا بیٹھے راجن کے تپشاہ
؎ انگ اکثر نہ ملے نین نین بھرپور

روحل بچن بولیے کر چنگے ہنسا سور'۔(۶۴)

شاہن عرف شاہو زنگیجہ فقیر کے اشعار سچل سرمست کے یہ اشعار فکری مماثلت رکھتے ہیں:

؎ 'چین ولایت گھر کرے گھڑی گھارن کیئ پسن ھادی حق کھے، رھن تھابئبان میں ہردم آھی دم دوست ڈے، آھے سونھن تھا سرانجام میں سوسچوءَ ہئ ملیو ھی گراچے تہ گیان میں	چين ولايت گھر ڪري گھڙي گھارن، ڪيئي پسن هادي حق کي،رهن تابئيبان ۾، هردم آهي دوست ڏي، آهي سونهن تاسرانجام ۾، سوسچوئي مليوگُراچي تہ گيان ۾. (ترجمہ: چین ولایت، دیس بدیس اور شہر گراں سے دور کوئی چاہے ہادی برحق کو، رہیں وہ بیاباں میں ہردم ہے خیالِ یار، سوجھتا ہے سرانجام (ایفائے عہد) آخر سچو ملا گر آیا جو گیان میں'۔(۶۵)

یہ دونوں شعراء کہتے ہیں کہ اصل راستہ تو دل کی روشنی میں نظر آتا ہے اور دنیا کے بکھیڑوں میں الجھنے کی بجائے اللہ سے ہی سچی لو لگانی چاہیے۔

غلام علی زنگیجہ فقیر (متوفی ۱۸۳۹ء)

'یہ بھی خانوادۂ زنگیجہ سے تعلق رکھتے تھے اور روحل فقیر کے چھوٹے صاحبزادے اور شاہو فقیر کے چھوٹے بھائی تھے۔ان کے کلام میں بھی سچل سرمست کے کلام کی طرح نہایت مختصر ہونے کے باوجود صوفیانہ خیالات کا عمدہ اظہار ہے:

؎ 'پریم نگر کے ساتھ ، شیام سوں کھیلوں ہوری
بندرا بن موں بین بجادے، چشماں لادت چوری
عطر عبیر کی دھوم متی ہے کیسر بھرت کٹوری
گگن منڈل موں دامنی چمکنے الخذکی گھنگوری
آپ سوں آپ ہیں کھینچ لیوہے پائے پریم کی ڈوری
"شاہو شاہ " کے سرتے آیا پریت لاگی تب موری
غلام علی آب گیان گلی میں ملیو شام کشوری'۔ (۶۶)

غلام علی زنگیجہ فقیر کے یہ اشعار سچل سرمست کے ان اشعار سے فکری مماثلت رکھتے ہیں:

'گھڑن جی گھیر اءِ، تانگھو عشق تن جو جن کھے عشق علیل کیو، سی ایندیوں اَوتڑاءِ جے سُورَ چمکندیُوں ساءُ میھرُ سی ماڑ یندیوں	گھرن جي گھيراءُ تانگھوعشق تن جو، جن کي عشق عليل کيون،سگ ايندیون، اوتڙاجي سورچمکنديون ساءُميھڙسي ماڙينديون (ترجمہ: پیار پتن سے آنے والی کا بھی گہرا ہوتا ہے کو دپڑے جو، اس کا پاگل عشق سنہرا ہوتا ہے مہینوال ملے پر جن کا زخم گہرا ہوتا ہے)'۔(۶۷)

دونوں شعراء کہتے ہیں کہ محبوب کے پیار کی کشش ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کی یاد سے بہر طور غافل نہیں رہ سکتا ہے۔

اسی طرح ٹھٹہ کے میر ضیاء الدین ضیاء اور میر محمد عظیم الدین عظیم بھی سچل سرمست کے معاصرین میں شامل رہے ہیں:

میر ضیاء الدین ضیا ٹھٹوی (متوفی ۱۸۱۳ء)

'یہ سندھ کے مشہور مؤرخ، ادیب و شاعر میر علی شیر قانع ٹھٹوی کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نے غزل، قصیدہ، مستزاد، ترجیع بند، مخمس اور مسدّس وغیرہ میں طبع آزمائی کی ہے۔ آپ کے کلام میں حسن و عشق کا اظہار اور ہجر و وصال کی کیفیات کا پُر اثر انداز پایا جاتا ہے:

نہ پاؤں نیند نینوں میں کدی تجھ بن ارے پریتم
سمجھ کر اپنے عاشق کوں ستاؤ گے تو کیا ہوگا
شہادت کی مجھے ہے آرزو مندی سدا دل میں
بِرہ کے ہاتھ کا بھالا لگاؤ گے تو کیا ہوگا'۔(۶۸)

میر ضیاء الدین ٹھٹوی کے یہ اشعار سچل سرمست کے ان اشعار سے فکری مماثلت رکھتے ہیں:

'زیستن جُزتودریں عالم دشوار بسے است
حالتم بیں کہ چنان ست توخودے دانی
(ترجمہ: جینا دشوار ہے دنیا میں مجھے تیرے بغیر

میری حالت سے عیاں ہے تمھیں معلوم تو ہے)'۔(۶۹)

ان دونوں شعراء کے ہاں سچّے اور گہرے عشق کی عکاسی کی گئی ہے کہ عاشق اپنے محبوب کے عشق میں ہجر و فراق کی کیفیت سے دوچار ہے۔

میر محمد عظیم الدین عظیمؔ (متوفی ۱۸۱۳ء)

'آپ میر علی شیر قانع ٹھٹوی اور ضیاء الدین ضیاء کے بھتیجے تھے۔ آپ میر فتح علی ٹالپور کے دربار سے وابستہ رہے اور تین ہزار اشعار پر مشتمل ایک مثنوی فتح نامہ شاہ نامہ فردوسی کے طرز پر ہے، جس میں محمود غزنوی کی فتوحات کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کے اردو کلام میں غزلیات، مرثیے اور دیگر اصنافِ سخن بھی شامل ہیں۔ آپ کا کلام زبان کی بندش اور قادر کلامی اور فکر سچل کے کلام سے بڑی حد تک مشابہ ہے:

؎ تمھارے گنج حسن اوپر یہ زلفاں ناگ کالے ہیں
مجھے ان کالے ناگوں سے کٹاؤگے تو کیا ہوگا'۔(۷۰)

میر عظیم الدین عظیمؔ ٹھٹوی کا یہ شعر سچلؔ سرمست کے اس شعر سے فکری مماثلت رکھتا ہے:

؎'یہ زُلف پڑی کیوں میرے گلے، یہ پیچاں پیچ اور مارِ سیہ
رُخ مجھ سے چھپایا کیوں تونے جب تجھ پہ یہ دل نادان ہوا'۔(۷۱)

دونوں شعراء نے محبوب کی زلفوں کو کالے ناگوں سے تشبیہہ دی ہے کہ جس طرح وہ کالے ناگ کسی کی جان لے لیتے ہیں۔ اسی طرح محبوب کی کالی زلفوں پر بھی عاشق خود ہی مرمٹتا ہے۔ اس شعر میں محبوب کے حسن و جمال کی کیا خوب ہی تصویر کشی کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں عہدِ سچلؔ کے دیگر شعراء میں صادق فقیر، دریا فقیر، دلپت صوفی اور سامی چین رائے بھی شامل رہے ہیں:

صدیق / صادق فقیر (متوفی ۱۸۴۷ء)

'آپ کا نام محمد صدیق ذات سومرو تھی۔ شاہ عنایت شہید کی شہادت کے ساٹھ سال بعد جب قلندر فضل اللہ شاہ جھوک شریف میں مسند نشین ہوئے تو آپ ان کے ارادتمندوں میں جا شامل ہوئے جو آپ کو صادق کے نام سے پکارتے تھے۔ اس لیے آپ نے اپنے کلام میں اپنا تخلّص کہیں "صدیق" اور کہیں "صادق" استعمال کیا ہے:

ISSN NO. 1818-9296

'سمھی سمھی منگنڑا، انجا اُٹھئیں ھیو نِھا گانڈوں کریں ڈکھا کریو پیر وڑی کنھیں ویر منگھے ویا منگنڑا (وھا گرو) باجھ بہ ایڈیائی گُھراں جیڈوئی تو نام توں منجھ توں بھنوڑیوں توں چھپر توں چھاؤں چواں کجاڑو آں تو کھے معلوم سبھ آ	سمھي سمھي منگڙا، اجا اٿيئن هيو، نياڳا نندون ڪرين ڏکيا ڪريو پير، وڙي ڪنهن وير منگهي ويا منگڙا(وها گرو)، باجهه بہ اوڏيائي گهران جيڏوئي تو نام، تون منجهه تون ڀنوڙيون تون ڇپر تون ڇانو، چوان ڪجاڙو آءٌ توکي معلوم سڀ آ مفہوم: سو سو کر منگتا ابھی ہے تو اٹھا کمبخت لمبی تان کے سویا ہوا ہے تو پھر کس نے لی دشمنی مول اے منگتا رحم بھی اُتنا کروں طلب جیسا تیرا نام ہر جتو موجود تیرے کرم کا سایہ میں کیا کروں بیان معلوم ہے تجھ کو سب۔'(۷۲).

صدیق / صادق فقیر کے یہ اشعار سچل سرمست کے ان اشعار سے فکری مماثلت رکھتے ہیں:

'پہلے وسدارانجھویار اساں نمانیاں اللہ ملیندا تنہیں دے عشق آرام ونجایا گیا سو صبر قرار ڈونہیں جہانیں وچوں یار سجن داعشق عشق کیتم اختیار رانجھن جیہا ہور نہ کوئی بئے کھیڑے لکھ ہزار انگنڑ ساڈے جے رانجھن آوے دل تھیوے باغ بہار ہے سچو کوں سوہنے باہجوں روون زاروزار	پهلي وسدارانجهويار اسان نماڻيان الله مليندا، تنهين دي عشق آرام وڃاياسوصبرقرار، ڏوهين جهانين وچون يارسڄڻ داعشق عشق ڪيتم اختيار رانجهن جيها هورنہ ڪوئي ٻئي ڪيڙي لکھ هزار، اڱڻ اسان ڏي جي رانجهن آوي دل ٿي وي باغ بهار، هي سچوڪون سوهني باهجون روون زارو زار. (مفہوم: ربّ سے آپ ملائے ہم کو رانجھویار عشق تیرا آرام بھی لے گیا، لے گیا صبر قرار دونوں جہاں سے چنا ہے ہم نے تیرا عشق اے یار رانجھن کا نہیں ثانی کوئی، کھیڑے لاکھ ہزار رانجھن آئے میرے گھر جو، دل ہو باغ بہار لیکن وہ نہ ملے تو سچو رونا زار قطار'۔(۷۳)

ان دونوں شعراء کے ہاں عشقِ الٰہی کی جو تصویر کشی کی گئی ہے۔ان اشعار سے ان کی فکری مماثلت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

دریاخان فقیر (متوفی ۱۸۵۴ء)

'یہ بھی خانوادہءِ زنگیجہ سے تعلق رکھتے تھے اور روحل فقیر کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور غلام علی فقیر کے چھوٹے بھائی تھے۔ان کا کلام نہایت مختصر ہونے کے باوجود صوفیانہ خیالات کا عمدہ اظہار ہے:

ے 'پریم تو میرے وس نہیں، پریم نہ میرے ہاتھ
ستگر ساودوان ہو کہہ سمجھائے بات
پریم پارکھو کوئی نہیں جو کرے پریم پچھان
دریاخان جس گھٹ پریم ہے وہاں ہے پرگھٹ گیان
روگی روگ سریر کی سنگت،نام سوں جیوں جل پانی
دریا خان آس نراس برابر، جو دیکھا ہے فانی'۔(۷۴)

دریاخان فقیر کے یہ اشعار سچل سرمست کے ان اشعار سے فکری مماثلت رکھتے ہیں:

ے 'نیناں دی عجب نگاہ دل ول ہو ندیاں ہادی دے نال ہادی سانول سرّ ایہیں دی ایہاڈ کھائی راہ اتھاں پھیریاں ڈے کر رہیاں آپ لہاں ہر گاہ کتلے تائیں نظر نہ آیابن اللہ آگاہ اکھیاں دے وچ سب کچھ آیامتاں تھیویں گمراہ سچل تینوں رمز ڈکھالی، ہادی تھیاہمراہ	نينان دي عجب نگاهه دل هوندي هادي دي نال، هادي سانول سر ايهين دي اها ڏکائي راهه، اتان ڦيريان ڏي کر رهان آپ لهان هر گاهه، ڪتلي تائين نظر نه آيا بن الله آگاهه، اکيان دي وچ سپ ڪچ آيامتان ٿيوين گهمراهه، سچل تينون رمز کهالي، هادي ٿيا همراهه (مفہوم: نین نہ بھولیں اس کا نظارہ واہ ہادی کی نگاہ مرشد نے یہی راز بتایا، یہی دکھائی راہ جو بھی جگ میں کیاہے اس پر ہوگی آہ یاواہ بن اللہ کوئی نظر نہ آیا، جس کو کہیں آگاہ آنکھیں سب کی جان گئی ہیں مت ہونا گمراہ راز کی بات بتادی سچل مرشد تھاہمراہ'۔(۷۵).

دلپت صوفی(متوفی ۱۸۵۰ء)

"دلپت رائے عہدِ تالپور میں حیدرآباد کے وحدت الوجودی شاعر رہے ہیں ،آپ کاکلام بھی بھٹائی، سچل اور سامی کے افکار سوزوگداز، ناصحانہ اندازاور جامع وعام فہم عبارت پر مشتمل ہے:

'پیہی ونج پانڑ میں چھڈے پہنجو پانڑ ڈیئی ادیسی الکھ جو اندر میں اھنجانڑ جاکھے رُلیں روحن میں نانگاناتھن کانڑ پرے گولنڑپرین ءَکھے اھو جٹن سندوجانڑ آھی سائیں توں ئی سانڑ دلپت دائم دل میں کن کعبو مکھ مسیت من ملاں ایمان متو مکو حاجی ھنیو قاضی قلب قرآن نیٗن نبی نک قبر ذاکر آھے زبان ھِت حضرت بھاںءُ پیغمبر اُمّت انگ عیان سچ سنت دی نفس نصیحت غیروں چھاڈ گمان	پيهي وج پاڻ ۾ ڇڏي پنهنجوپاڻ، ڏيئي اديسي الک جواندر۾ اهڃاڻ، جاکي رلين روحن ۾ نانگاناٿن ڪاڻ، پري ڳولڻ پرينءَکي اهوجڻ سندوڄاڻ، آهي سائين تون ئي ساڻ،دلپت دائم دل مين. ڪن ڪعبو مُک مسيت من ملان ايمان، متو مکو حاجي هنيو قاضي قلب قرآن، نين نبي نڪ قبر ذاکر آهي زبان، هت حضرت پانءُ پيغمبر امت انگ عيان، سچ سنت دي نفس نصيحت غيرون ڇاڏگمان مفہوم: ملا کے خاک میں تو بُھلا خود کو باطن میں بھی رہ کے اللہ سے لَو لگا کیوں ہے بھٹکتا تو در بہ در دور ہو کیوں جاتے کرنے اسے تلاش اللہ تو ہے ہمیشہ تیرے دل میں دلپّت کسی کے ہاں کعبہ یا اہم ہے مسجد من میں مُلا کے ایمان سمجھ میں ہے حاجی کے مکہ اور قاضی کے قلب میں قرآن نین نبی ناک قبر ذاکر ہے زبان یہاں ہیں پیارے پیغمبر اُمّت سے عیاں سچ کے نفس کی نصیحت لے چھوڑ غیروں کے گمان'۔(۷۶)

دلپّت صوفی کے یہ اشعار سچل سرمست کے ان اشعار سے فکری مماثلت رکھتے ہیں:

۔'جھرڑو پانیم پاڑ کھے، تہڑو آھیاں آں ءُ باقی رھیوناں ءُ سچو موں صاحب جو	جهڙو پانيم پاڻ کي تهڙو آهيان آءُ، باقي رهيو نانءُ سچو مون صاحب جو. (مفہوم: جیسا سوچا آپ کو ویسا خود کو پاؤں سچو باقی رہ گیا مجھ صاحب کا ناؤں)'۔(۷۷)

سچل کا درج ذیل شعر دلپت صوفی کے مندرجہ بالا اشعار سے فکری مماثلت کا حامل ہے:

"توں" ھی ساں "توں" لبھیں "ماں" لبھاں "تو" ساں "توں ھی آں ءُ سبھیں، "لا" میں موجودات نی	تون هي سان تون لبين مان لبان تو سان، تون هي آئون سيين، لا مين موجودات ني. (مفہوم: "تو" کو ڈھونڈوں "میں" کو ڈھونڈوں پاؤں "تو" ہی "تو" "تو" اور "یہ" اور "میں" "سب دیکھوں لا میں تھے موجود'۔(۷۸)

سامیؔ چیئن رائے (متوفی ۱۸۵۰ء)

'آپ کا اصل نام بھائی چیئن رائے بجومل لُنڈ (لوند) اور تخلص سامیؔ اور بھا نبھڑ تھا۔ یہ تخلص انھوں نے اپنے گرو سوامی مینگھراج برھمن کی نسبت سے استعمال کیا۔ انھوں نے دس بارہ برس کی عمر سے درویشانہ طرزِ زندگی اختیار کر رکھی تھی۔ بعدازاں وہ امرتسر چلے گئے جہاں سے واپس اپنے آبائی شہر شکارپور سندھ تشریف لائے۔ جہاں وہ اپنے صوفیانہ کلام کو طباعت وکتابت کی بجائے کاغذ کے پرزوں پر لکھ کر ایک مٹکے (گھڑے) میں ڈال دیا کرتے تھے'۔(۷۹)

۔پتھر پوجا کن دیونہ ڈسن دیھ میں خلق وسے خالق میں، خالق منجھ خلق ملک ڈس مالک میں، مالک منجھ ملکن ۔توکھے کل کیھی قاضی کتابن جی مُلا مٹھی ماں پڑھی پر جھیٔ کین کے	پتر پوجا کن ديو ڏسن ڏيهه ۾، خلق و سي خالق ۾، خالق منجهه خلق، ملڪ ڏس مالڪ ۾ ، مالڪ منجهه. توکي ڪل ڪيهي قاضي ڪتابن جي، مُلا مني ماءُ پڙهي پر جهئي ڪين ڪي. (مفہوم: پتھر پوجیں اور نہ دیکھیں کوت دیس میں خلق بسے خالق میں، خالق میں ہے مخلوق ملک دیکھو مالک میں، مالک میں ہیں ملک تجھ کو تو پڑی ہے قاضی کتابوں کی مُلا پیاری تری ماں، پڑھا تو تو نے مگر مائل نہ ہو سکا'۔(۸۰)

سامیؔ چیئن رائے کے یہ اشعار سچل سرمست کے ان اشعار سے فکری مماثلت رکھتے ہیں:

؎ 'مجھ کو بتا اے قاضیا کیسا تمھارا کام ہے
تجھ کو کتابوں کی خوشی میرے لیے ماتام ہے
عاشق جلادے آگ میں ساری کتابوں کے ورق
اِک نام میرا یاد کر، یہ دوست کا پیغام ہے
مجھ کو تو مارا ہجر نے کہتا ہے تو آ پڑھ کتاب
گھر میرے اس محبوب کی آمد کا آج انجام ہے'۔(۸۱)

فقیر بابا یوسف نانک (متوفی ۱۸۴۵ء)

'قدرت نے انھیں بچپن ہی سے صوفیانہ مزاج عطا کیا۔ گو کہ ان کا تعلق لاڑکانہ کے ایک گاؤں سے تھا۔ مگر وہ اپنے آبائی شہر کو خیر آباد کہا اور سچل ؒ کے حلقہ ارادتمندوں میں جا شامل ہوئے۔ بعد ازاں انھوں نے امر تسر جا کر گرو نانک ہونے کا دعویٰ کیا اور جب یہ کہا کہ ع ہم گرو، ہم گیان، نانک چھمن میرا نام تو وہاں کے لوگ ان کی جان کے پیچھے پڑ گئے وہ بڑی مشکل سے واپس آئے اور پھر سچل ؒ کی ہدایت پر قصبہ اگڑا میں قیام فرمایا۔ ان کا

نظریہء تصوّف بھی سچل ؒ کی طرح ہمہ اوست (وحدّت الوجودی) فلسفے پر مبنی رہا ہے:

؎ دین کفر اسلام مذاہب کین وجن تنھن گس ماں دم عشق سندن احوال میں ؎ نفل نمازاں، ورد وظیفا، تقویٰ روزا جی جنجال وعظ طاعت بانگ صلواتاں، درد بنا بیا کفر کمال ؎ بزرگ شیخ مشائخ پیری پندھ اجایا قسم جلال محبت مولا دی رکھ دل وچ، تاں توں عشق رہیں اکال	دين كفر اسلام مذاهب، كين وجن تنهن گس مان، دم عشق سندن احوال ۾، نفل نمازان، ورد وظيفا، تقويٰ روزا جي جنجال، وعظ طاعت بانگ صلواتان، درد بنا بيا كفر كمال، بزرگ شيخ مشائخ پيري پنڌ اجايا، قسم جلال محبت مولا دي رک دل وچ تان تون عشق رهين اكال. مفہوم: دین کفر اسلام مذاہب کبھی نہ جائیں بُھر بھُری مٹی سے دم ان کا ہے احوال میں نفل نمازاں، ورد وظائف، تقویٰ روزے ہو گئے جی جنجال وعظ طاعت اذان درود، ہوئے درد بنا دوسرے کفر کمال

بزرگ شیخ مشائخ پیری مسافت ہے بیکار قسم جلال مولا کی رکھ دل میں تو عشق رہے اکال'۔(۸۲)	

فقیر بابا یوسف نانک کے یہ اشعار سچل سرمست کے درج ذیل اشعار سے فکری مماثلت رکھتے ہیں:

روزا ڪيئي، نفل، نمازان، توڙي سو ورد وظيفا، سيئي لڳ ظاهر آهن، سبق ساجن پڙها سي. 'ترے جلوہءِ حُسن سے ہر عاشق فرقت میں جلا کرتا ہے صنم اس زہد وریاکاری سے مرا یکبارگی دل نادان ہوا'۔(۸۳)	'روزا کیئی، نفل، نمازاں، توڑے سو ورد وظیفا سبھیئی لگ ظاہر آھن، سبق ساجن پڑھا سی'۔

دردؔ اور سچلؔ: تلامذہ و معاصرین (دلّی اور سندھ) کی فکر کا تقابل

دردؔ اور سچلؔ کے تلامذہ اور معاصرین (دلّی و سندھ) کی فکر میں قدرِ مشترک درج ذیل اُمور رہے ہیں:

- دلّی اور سندھ کے شعرائے کے فلسفہ ءِ تصوف کے حوالہ سے انسان کا اللہ اور انسان سے تعلق اور اس کے نتیجہ میں خیر و شر سے پیدا ہونے والے نتائج کو عشق کی کسوٹی پر پرکھنا اور عظمتِ انسانی کی معراج حاصل کرنا مقصود رہا ہے۔
- خواجہ میر دردؔ اور سچلؔ سرمست کے تلامذہ و معاصرین کی اکثریت وحدت الوجود اور شہود فلسفہ کے پیروکاروں پر مشتمل رہی ہے جو اللہ پر کامل ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ وحدانیت کے بھی قائل رہے ہیں۔
- دردؔ اور سچلؔ کے تلامذہ اور معاصرین کے کلام میں بلا رنگ و نسل انسانیت سے محبت کا عنصر غالب رہا ہے۔
- دردؔ اور سچلؔ کے تلامذہ اور معاصرین کے علاقوں دلّی و سندھ کی سیاسی و سماجی صورتحال میں گو کہ کوئی خاص تفاوت نہیں۔ نیز اُن کے ادوار میں یہاں سیاسی عدم استحکام، سماجی ابتری، بد امنی اور بدحالی بھی اپنے عروج پر رہی، تاہم دونوں شعرائے کرام کے تلامذہ معاصرین نے اپنے اپنے علاقوں میں یہاں کے باشندوں کے دکھ درد کا مداوا کرتے ہوئے اپنے کلام کے ذریعہ عملی پیار اور محبت کا مظاہرہ کیا۔
- دردؔ اور سچلؔ کے دور میں جہاں سیاسی لحاظ میں عدم استحکام پایا جاتا تھا، وہاں مذہبی لحاظ سے بھی علمائے سُو میں تفرقہ بازی اور مذہبی منافرت کے ذریعہ عوام کے دلوں میں اس قدر زہر بھر دیا کہ ان میں اخوت و مساوات اور بھائی چارہ کی فضاء مکدر ہو کر رہ گئی تھی۔ تاہم ان شعرا اور ان کے تلامذہ و معاصرین نے اپنے کلام کے ذریعہ انہیں ایک بڑی گمراہی سے بچا لیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ ایک طویل عرصہ سے آج برِ صغیر پاک و ہند میں مختلف مذاہب و عقائد سے وابستہ اور کئی زبانیں بولنے والے ایک ساتھ اخوّت و محبت سے رہتے چلے آئے ہیں۔ باوجود یکہ علمائے سو اور سیاسی غداروں نے ان کے دلوں میں مذہبی منافرت، فرقہ واریت اور لسانی عصبیت کی بنیادوں پر انھیں تقسیم کرنے کی بارہا کوششیں بھی کیں۔ تاہم ان صوفیاء کی تعلیمات کی وجہ سے یہاں کے لوگوں میں باہمی انسانی رواداری اور محبت کا جذبہ کار فرما رہا ہے۔

حوالہ جات :

۱۔ شوقؔ، قدرت اللہ، *تذکرہ طبقات الشعراء*، مرتبہ نثار احمد فاروقی، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۸ء (طبع اوّل)، ص ۲۷۔

۲۔ سچل، *سچل سرمست*، مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۰ء، ص ۵۶۔

۳۔ دردؔ، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبد الباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۱۲۔

۴۔ ایضاً، ص ۱۳۔۱۲۔

۵۔ محمد حسن، ڈاکٹر، *اردو ادب میں رومانوی تنقید* ("مجنوں گورکھپوری: تنقیدی حاشیے" ص ۳۴)، کاروانِ ادب، ملتان، ۱۹۹۳ء، ص ۹۷۔۸۷۔

۶۔ قنبر دہلوی، پروفیسر ڈاکٹر، *اردو شاعری کا نظریاتی و فکری مطالعہ*، مرتبہ پروفیسر نیاز احمد صدیقی، احمد اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۲۴۵۔

۷۔ دردؔ، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبد الباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۸۷۔

۸۔ 'اصل نام میر محمد علی میر محمدی عُرفیت اور بیدارؔ تخلص۔ شوقؔ اور میرؔ نے مرتضیٰ قلی بیگ اور "خمخانہءِ جاوید" اور "شعر الہند" میں انھیں دردؔ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے:

۹۔ دردؔ، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبد الباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۱۵۔

۱۰۔ قنبر دہلوی، پروفیسر ڈاکٹر، *اردو شاعری کا نظریاتی و فکری مطالعہ*، مرتبہ پروفیسر نیاز احمد صدیقی، احمد اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۲۶۰۔۲۵۹۔

۱۱۔ دردؔ، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبد الباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۸۹۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۷۷۔

۱۳۔ دیوان درد مرتبہ عبد الباری آسی لکھنوی اُردو اکیڈمی سندھ کراچی ۱۹۵۱ء (اشاعت اوّل) ص ۱۳ پر سن وفات ۱۲۱۵ھ درج ہے۔

۱۴۔ دردؔ، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبد الباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۱۵۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۵۔ ۱۶۔ ایضاً، ص ۴۶۔

۱۷۔ آبِ حیات از مولانا محمد حسین آزاد کے مطابق گلشنِ بے خار مطبوعہ ۱۲۴۸ھ سے چند سال قبل وفات پائی ہے۔

۱۸۔ دردؔ، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبد الباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۱۴۔۱۳۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۴۔۱۳۔ ۲۰۔ ایضاً، ص ۹۸۔ ۲۱۔ ایضاً، ص ۴۴۔

۲۲۔ دردؔ، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبد الباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۱۶۔

۲۳۔ ایضاً، ص ۹۸۔

۲۴۔ اُردوادب کی *مختصر تاریخ* ازڈاکٹر انور سدید ص ۱۶۰ پر متوفی ۱۸۱۳ء درج ہے۔

۲۵۔ ایضاً، ص۱۷۔۱۶۔ ۲۶۔ ایضاً، ص۶۶۔ ۲۷۔ ایضاً، ص۹۶۔

۲۸۔ اردو ادب کی *مختصر تاریخ* مرتبہ ڈاکٹر انور سدید مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۹۱ء (طبع اوّل) ص ۱۵۵۔

۲۹۔ درؔد، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبدالباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۱۴۔

۳۰۔ محمد حسن، ڈاکٹر، *اردو ادب میں رومانوی تحریک*، کاروانِ ادب، ملتان، ۱۹۹۳ء، ص ۷۹۔

۳۱۔ عبدالباری آسؔی لکھنوی نے غلط فہمی کی بنیاد پر مولانا محمد حسین آزاد کی کتاب آبِ حیات ۱۹۵۷ء (بار ہفتم) ص ۱۸۸ سے خواجہ میر درؔد کے سنِ وفات ۱۱۹۹ھ ہی کو خواجہ میر الؔم کا سنِ وفات قرار دے دیا ہے، جبکہ مرزا علی لطف کے مطابق ۱۲۰۲ھ اور مصحفی کے مطابق ۱۲۰۹ھ میں سے کوئی ایک صحیح ہو سکتی ہے۔

۳۲۔ درؔد، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبدالباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۱۷۔

۳۳۔ ایضاً، ص۹۷۔ ۳۴۔ ایضاً، ص۶۸۔ ۳۵۔ ایضاً، ص۱۰۳۔

۳۶۔ اُردُو ادب کی *مختصر تاریخ* مرتبہ، ڈاکٹر انور سدید مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۹۱ء (طبع اوّل) ص ۱۵۰۔

۳۷۔ محمد حسین آزاد، مولانا، *آبِ حیات*، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۵۷ء (بارِ ہفتم)، ص ۱۴۸۔

۳۸۔ قنبر دہلوی، پروفیسر ڈاکٹر، *اردو شاعری کا نظریاتی و فکری مطالعہ*، مرتبہ پروفیسر نیاز احمد صدیقی، احمد اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۲۲۸۔۲۲۷۔

۳۹۔ درؔد، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبدالباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۱۰۳۔

۴۰۔ ایضاً، ص ۵۳۔

۴۱۔ قنبر دہلوی، پروفیسر ڈاکٹر، *اردو شاعری کا نظریاتی و فکری مطالعہ*، مرتبہ پروفیسر نیاز احمد صدیقی، احمد اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۹ء (متفرق صفحات)، ص ۱۹۰۔۱۷۴۔

۴۲۔ درؔد، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبدالباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۱۰۹۔

۴۳۔ سردار احمد، پروفیسر ڈاکٹر، *سید محمد میر سوز*، علمی ورثہ، کراچی، ۲۰۰۳ء (متفرق صفحات)، ص ۵۵۔۴۰۔

۴۴۔ درؔد، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبدالباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۴۶۔

۴۵۔ ایضاً، ص ۲۰۔

۴۶۔ قنبر دہلوی، پروفیسر ڈاکٹر، *اردو شاعری کا نظریاتی و فکری مطالعہ*، مرتبہ پروفیسر نیاز احمد صدیقی، احمد اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۹ء (متفرق صفحات)، ص ۱۵۰۔۱۴۳۔

۴۷۔ درؔد، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبدالباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۲۰۔

۴۸۔ ایضاً، ص ۳۴۔

۴۹۔ قنبر دہلوی، پروفیسر ڈاکٹر، *اردو شاعری کا نظریاتی و فکری مطالعہ*، مرتبہ پروفیسر نیاز احمد صدیقی، احمد اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۲۶۳۔۲۶۲۔

۵۰۔ درؔد، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبدالباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۸۶۔

۵۱۔ درؔد، *دیوانِ درد*، مرتبہ و مقدمہ عبدالباری آسی لکھنوی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)، ص ۹۹۔

۵۲۔ عبدالجبار جونیجو، *سندھی شاعری تے فارسی جو اثر*، انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی، سندھ یونیورسٹی، ۱۹۸۰ء، ص ۸۶۔۸۵۔

۵۳۔ سچلؔ، *رسالو سچل سرمست (سندھی)*، مرتبہ و مقدمہ عثمان علی انصاری، روشنی پبلیکیشنز، کنڈیارو، ۲۰۰۷ء، ص ۱۹۔

۵۴۔ مخمور بخاری، ڈاکٹر، سچل سرمست ائیں اُن جا ہمعصر شاعر، ثقافت کھاتو، حکومتِ سندھ، کراچی، ۲۰۱۱ء (طبع اوّل)، متفرق صفحات، ص ۳۱۴۔۲۴۸۔
۵۵۔ سچل، رسالو سچل سرمست (سندھی)، مرتبہ و مقدمہ عثمان علی انصاری، روشنی پبلیکیشنز، کنڈیارو، ۲۰۰۷ء، ص ۱۹۔
۵۶۔ شمیم احمد خان، پروفیسر (مرتبہ)، مطالعہ: سندھ میں اردو شاعری، نسیم بک ڈپو، حیدرآباد، ۱۹۷۶ء، ص ۳۴۔۱۳۲۔
۵۷۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۲۹۔۲۲۸۔
۵۸۔ رشید بھٹی تصوّف اور کلاسیکی سندھی شاعری سندھی ادبی سنگت سندھ ۲۰۱۰ ص ۶۹ میں سن وفات ۱۸۰۴ء درج ہے۔
۵۹۔ نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر، سندھ میں اردو شاعری، محکمہ ثقافت، حکومتِ سندھ، ۲۰۱۲ء (طبع سوم)، ص ۴۱۔
۶۰۔ رشید بھٹی، تصوف اور کلاسیکی سندھی شاعری، سندھی ادبی سنگت، سندھ، ۲۰۱۰ء، ص ۷۰۔۶۹۔
۶۱۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۸۱۔۸۰۔
۶۲۔ رشید بھٹی، تصوف اور کلاسیکی سندھی شاعری، سندھی ادبی سنگت، سندھ، ۲۰۱۰ء، ص ۸۰۔۷۸۔
۶۳۔ سچل، رسالو سچل سرمست (سندھی)، مرتبہ و مقدمہ عثمان علی انصاری، روشنی پبلیکیشنز، کنڈیارو، ۲۰۰۷ء، ص ۸۰۔
۶۴۔ شمیم احمد خان، پروفیسر (مرتبہ)، مطالعہ: سندھ میں اردو شاعری، نسیم بک ڈپو، حیدرآباد، ۱۹۷۶ء، ص ۸۷۔۸۵۔
۶۵۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۸۹۔۸۸۔
۶۶۔ شمیم احمد خان، پروفیسر (مرتبہ)، مطالعہ: سندھ میں اردو شاعری، نسیم بک ڈپو، حیدرآباد، ۱۹۷۶ء، ص ۸۹۔۸۸۔
۶۷۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۸۳۔۸۲۔
۶۸۔ شمیم احمد خان، پروفیسر (مرتبہ)، مطالعہ: سندھ میں اردو شاعری، نسیم بک ڈپو، حیدرآباد، ۱۹۷۶ء، ص ۳۹۔۱۳۷۔
۶۹۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۳۰۵۔۳۰۴۔
۷۰۔ شمیم احمد خان، پروفیسر (مرتبہ)، مطالعہ: سندھ میں اردو شاعری، نسیم بک ڈپو، حیدرآباد، ۱۹۷۶ء، ص ۴۶۔۱۴۴۔
۷۱۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۴۰۷۔
۷۲۔ محمد صدیق میمن، خان بہادر، سندھ جی ادبی تاریخ، انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی، سندھ یونیورسٹی، ۲۰۰۰ء (اشاعتِ چہارم)، ص ۱۵۰۔
۷۳۔ سچل، رسالو سچل سرمست (سندھی)، مرتبہ و مقدمہ عثمان علی انصاری، روشنی پبلیکیشنز، کنڈیارو، ۲۰۰۷ء، ص ۲۸۶۔
۷۴۔ نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر، سندھ میں اردو شاعری، محکمہ ثقافت، حکومتِ سندھ، ۲۰۱۲ء (طبع سوم)، ص ۹۱۔۹۰۔
۷۵۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۲۹۰۔
۷۶۔ محمد صدیق میمن، خان بہادر، سندھ جی ادبی تاریخ، انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی، سندھ یونیورسٹی، ۲۰۰۰ء (اشاعتِ چہارم)، ص ۱۶۷۔۶۹۔
۷۷۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۷۷۔
۷۸۔ ایضاً، ص ۷۲۔
۷۹۔ محمد صدیق میمن، خان بہادر، سندھ جی ادبی تاریخ، انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی، سندھ یونیورسٹی، ۲۰۰۰ء (اشاعتِ چہارم)، ص ۱۵۵۔
۸۰۔ رشید بھٹی، تصوف اور کلاسیکی سندھی شاعری، سندھی ادبی سنگت، سندھ، ۲۰۱۰ء، ص ۷۸۔۷۷۔

۸۱۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۴۰۶۔

۸۲۔ رشید بھٹی، تصوف اور کلاسیکی سندھی شاعری، سندھی ادبی سنگت، سندھ، ۲۰۱۰ء، ص ۸۲۔۸۰۔

۸۳۔ سچل، سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، ص ۴۰۷۔

کتابیات:

۱۔ احمد، ڈاکٹر محمد حسن۔ اردو ادب میں رومانوی تنقید، کاروانِ ادب، ملتان، ۱۹۹۳ء۔

۲۔ احمد، ڈاکٹر محمد حسن۔ اردو ادب میں رومانوی تحریک، کاروانِ ادب، ملتان، ۱۹۹۳ء۔

۳۔ آزاد، مولانا محمد حسین۔ آبِ حیات، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۵۷ء (بارِ ہفتم)۔

۴۔ بلوچ، ڈاکٹر نبی بخش۔ سندھ میں اردو شاعری، محکمہ ثقافت، حکومتِ سندھ، ۲۰۱۲ء (طبعِ سوم)۔

۵۔ بھٹی، رشید۔ تصوف اور کلاسیکی سندھی شاعری، سندھی ادبی سنگت، سندھ، ۲۰۱۰ء۔

۶۔ بخاری، ڈاکٹر مخمور۔ سچل سرمست ائیں اُن جا ہمعصر شاعر، محکمہ ثقافت، حکومتِ سندھ، کراچی، ۲۰۱۱ء (طبعِ اوّل)۔

۷۔ دردؔ، خواجہ میر۔ دیوانِ درد، مرتبہ و مقدمہ عبد الباری آسی لکھنوی، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۵۱ء (اشاعتِ اوّل)۔

۸۔ دہلوی، پروفیسر ڈاکٹر قنبر۔ اردو شاعری کا نظریاتی و فکری مطالعہ، مرتبہ پروفیسر نیاز احمد صدیقی، احمد اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۹ء۔

۹۔ جونیجو، پروفیسر ڈاکٹر عبد الجبار۔ سندھی شاعری تے فارسی جو اثر، انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی، سندھ یونیورسٹی، ۱۹۸۰ء۔

۱۰۔ خان، پروفیسر شمیم احمد (مرتبہ)۔ مطالعہ: سندھ میں اردو شاعری، نسیم بُک ڈپو، حیدرآباد، ۱۹۷۶ء۔

۱۱۔ لطیف بھٹائی، شاہ عبد اللطیف۔ شاہ جو رسالو، شارح کلیان آڈوانی، سندھیکا اکیڈمی، کراچی، ۲۰۱۷ء۔

۱۲۔ میمن، خان بہادر محمد صدیق۔ سندھ جی ادبی تاریخ، انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی، یونیورسٹی آف سندھ، ۲۰۰۰ء (اشاعتِ چہارم)۔

۱۳۔ پانی پتی، جمال۔ ادب اور روایت (حصہ "ادب"، مضمون "آیاتِ جمال")، المدثّر اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۴ء۔

۱۴۔ رضوی، ڈاکٹر وقار احمد۔ تاریخِ جدید اردو غزل، نیشنل بُک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۰۰ء (طبعِ دوم)۔

۱۵۔ سچل سرمست۔ سچل سرمست، مرتب و مترجم شفقت تنویر مرزا، لوک ورثہ (قومی ادارہ)، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء۔

۱۶۔ سچل سرمست۔ رسالو سچل سرمست (سندھی کلام)، مرتبہ و مقدمہ عثمان علی انصاری، روشنی پبلیکیشنز، کنڈیارو، ۲۰۰۷ء۔

۱۷۔ سعید، ڈاکٹر انور۔ اردو ادب کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء (طبعِ اوّل)۔

۱۸۔ شوقؔ، قدرت اللہ۔ تذکرہ طبقاتُ الشعرا، مرتبہ نثار احمد فاروقی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۶۸ء (طبعِ اوّل)۔

۱۹۔ سید، پروفیسر ڈاکٹر سردار احمد۔ سید محمد میر سوز، علمی ورثہ، کراچی، ۲۰۰۳ء۔

Bibliography:

1. Ahmad, Dr. Muhammad Hasan. Urdu Adab Mein Romanwi Tanqeed. Karwan-e-Adab, Multan, 1993.
2. Ahmad, Dr. Muhammad Hasan. Urdu Adab Mein Romanwi Tehreek. Karwan-e-Adab, Multan, 1993.

3. Azad, Maulana Muhammad Husain. Aab-e-Hayat. Sheikh Ghulam Ali & Sons, Lahore, 1957 (7th Edition).
4. Baloch, Dr. Nabi Bakhsh. Sindh Mein Urdu Shaairi. Department of Culture, Government of Sindh, 2012 (3rd Edition).
5. Bhatti, Rasheed. Tasawwuf aur Classical Sindhi Shaairi. Sindhi Adabi Sangat, Sindh, 2010.
6. Bukhari, Dr. Makhmoor. Sachal Sarmast ain un ja Hamsar Shu'ara. Department of Culture, Government of Sindh, Karachi, 2011 (First Edition).
7. Dard, Khwaja Mir. Diwan-e-Dard. Edited and introduced by Abdul Bari Asi Lucknavi. Urdu Academy Sindh, Karachi, 1951 (First Edition).
8. Dehlvi, Prof. Dr. Qanbar. Urdu Shaairi ka Nazriati o Fikri Mutala'a. Edited by Prof. Niaz Ahmad Siddiqi. Ahmed Academy, Karachi, 2009.
9. Junejo, Prof. Dr. Abdul Jabbar. Sindhi Shaairi Te Farsi Jo Asar. Institute of Sindhology, Sindh University, 1980.
10. Khan, Prof. Shameem Ahmad (Ed.). Mutala'a: Sindh Mein Urdu Shaairi. Naseem Book Depot, Hyderabad, 1976.
11. Latif Bhittai, Shah Abdul. Shah Jo Risalo. Commentary by Kalyan Advani. Sindhika Academy, Karachi, 2017.
12. Memon, Khan Bahadur Muhammad Siddique. Sindh Ji Adabi Tareekh. Institute of Sindhology, University of Sindh, 2000 (4th Edition).
13. Panipati, Jamal. Adab aur Riwayat. (Part "Adab," article "Ayat-e-Jamal"). Al-Mudassir Academy, Karachi, 1994.
14. Rizvi, Dr. Waqar Ahmad. Tareekh-e-Jadeed Urdu Ghazal. National Book Foundation, Islamabad, 2000 (2nd Edition).
15. Sachal Sarmast. Sachal Sarmast. Compiled and translated by Shafqat Tanveer Mirza. Lok Virsa (National Institute), Islamabad, 1981.
16. Sachal Sarmast. Risalo Sachal Sarmast (Sindhi Kalaam). Edited and introduced by Usman Ali Ansari. Roshni Publications, Kandiaro, 2007.
17. Sadeed, Dr. Anwar. Urdu Adab ki Mukhtasir Tareekh. Muqtadara Qaumi Zaban, Islamabad, 1991 (First Edition).
18. Shoq, Qudratullah. Tazkira Tabaqat-ul-Shu'ara. Edited by Nisar Ahmad Faruqi. Majlis Taraqqi Adab, Lahore, 1968 (First Edition).
19. Syed, Prof. Dr. Sardar Ahmad. Syed Muhammad Mir Soz. Ilmi Virsa, Karachi, 2003.

☆☆☆☆☆